خطبہ مسنونہ

عرضِ ناشر 9

پیش لفظ 11

مجاہد کا سفر۔۔باعث ثواب واجر 13

مجاہد کے عزم جہاد کی فضیلت 21

مجاہد کی تیاری 27

مجاہد کی سواری 29

مجاہد کا انفاق فی سبیل اللہ 31

مجاہد تیار کرنے کی فضیلت 32

جہادی سفر 35

مجاہدین کی بیویوں کی فضیلت 37

سفر جہاد کی چوٹیاں، گھاٹیاں اوران کا اجر 38

راہِ جہاد کے غبار کی فضیلت 40

❀ سمندری جہاد کی فضیلت 43

❀ راہِ جہاد کی موت کی فضیلت 44

❀ پہرے کی فضیلت اور قتال کی صف 47

❀ رباط کی فضیلت 49

❀ جہاد کی صف میں کھڑا ہونے کی فضیلت 50

❀ دشمن پر حملہ کرنے کی فضیلت 54

❀ کافر کو قتل کرنے کی فضیلت 56

❀ راہ جہاد کے روزے کی فضیلت 56

❀ راہِ جہاد کا زخمی 58

❀ شہادت 59

عرضِ ناشر

اسلام میں چوٹی کا عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ جہاد کے کسی معرکے سے پیچھے رہنا پسند ہی نہیں کیا کرتے تھے۔ پوری زندگی اس عمل سے بیگانہ رہنے والے کی موت کو نفاق پر مرنے والے کی موت قرار دیا ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''گلستان جہاد'' میں فضیلۃ الشیخ محترم مولانا عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ تعالیٰ نے جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت واہمیت اور مجاہد فی سبیل اللہ کی شان میں احادیث رسول ﷺ کے پھول چنے ہیں۔ شیخ صاحب محترم کو اللہ تعالیٰ نے احادیث کے بیان کا خاصہ ملکہ عطا فرمایا ہے اور یہ تحریر اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

یہ کتاب پہلے بھی کئی مرتبہ مرکز کی طرف سے شائع ہو چکی ہے۔ اب نئی کمپوزنگ اور تخریج کے ساتھ ادارہ ''دارالاندلس'' کی طرف سے پیش کی جا رہی ہے۔ جس کی تہذیب وتخریج محمود الحسن اسد بھائی نے کی ہے۔

حق بات یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ میں اللہ تعالیٰ نے جو مقام مجاہد کو عطا فرمایا ہے وہ کسی اور کے حصہ میں نہیں آسکا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کاوش کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کے خوابیدہ ضمیر کو بیدار کر دے اور عالم کفر کو تہس نہس کرنے اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے میدان میں اترنے کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین!!

خیر اندیش

سیف اللہ خالد

مسئول دارالاندلس

پیش لفظ

شیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کا یہ گلستان ...... جو آپ کے سامنے ہے۔اس کا ''طرۂ امتیاز'' یہ ہے کہ یہ قرآن کی آیات اوراحادیث کی ضیاپاشیوں سے دمک رہا ہے......شیخ موصوف حفظہ اللہ کے خطابات کی انفرادیت بھی یہی ہے کہ وہ اپنے خطاب میں آیات واحادیث پڑھتے چلے جاتے ہیں،موجودہ حالات کے ساتھ ان کا انطباق کرتے چلے جاتے ہیں اور دینی ودنیاوی تمام مسائل کا حل وہ اللہ کے رسول کی احادیث سے پیش کرتے چلے جاتے ہیں۔ان کے استدلال کا انداز دیکھ کر سامع کو یقین ہو جاتا ہے اور وہ بے ساختہ پکار اٹھتا ہے کہ ہمیں ہر دور میں ہر طرح کے مسائل سے نبٹنے کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی راہ نمائی کافی ہے...... سچی بات یہ ہے کہ کتاب وسنت کا نام ہی علم ہے اور جو تحریر و تقریر اس سے جس قدر مزین ہوگی وہ اسی قدر علم کے موتیوں سے مالا مال ہوگی،شیخ کو اللہ نے اپنی توفیق سے اس اسلوب بیان سے خوب مالا مال کیا ہے۔شیخ کا یہ باغ کہ جس کا موضوع جہاد ہے،انہوں نے اس میں محدثین کے راہ عمل کو اپنا کر اپنی بات جہاد کے ارادے اور نیت سے شروع کی ہے......اور پھر جب وہ تیاری کرتا ہے تو تب اس تیاری کی کیا فضیلتیں ہیں......اور جب چل پڑتا ہے تو تب اس کا کیا مقام ہوتا ہے اور پھر شہادت پر اجر کا کیا سماں ہوتا ہے۔غرض مرحلہ وار انہوں نے اس مضمون کو بیان کیا ہے......تو آئیے! اب یہ سارے مرحلے سر کریں۔اس قوم کے بچے بچے کو ان مراحل سے گزاریں تا کہ اللہ کے دین کی سربلندی کا مرحلہ قریب آ جائے اور کفر و طاغوت ذلت کے مرحلے میں داخل ہو جائے۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

مجاہد کا سفر۔۔باعث ثواب واجر

لمحہ بہ لمحہ۔قدم بقدم

((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَمَنِ اقْتَدٰی بِھَدْیِہٖ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَ اَمَّا بَعْدُ!))

صحیح مسلم میں جناب نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث ہے، فرماتے ہیں:

''میں جمعہ کے دن مسجد نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس بیٹھا تھا کہ چند لوگوں کے درمیان سب سے افضل عمل کی بحث چھڑ گئی۔ایک شخص نے کہا:''میرے نزدیک قبول اسلام کے بعد حجاج کرام کو پانی پلانا سب سے افضل عمل ہے اور اگر میں حاجیوں کو پانی پلانے لگ جاؤں تو اپنی نجات کے بارہ میں قطعی بے فکر ہو جاؤں۔''

دوسرے نے کہا:''میرے نزدیک مسجد حرام کو آباد کرنا افضل الاعمال ہے اور یہ آبادکاری کا عمل مجھے اپنی نجات کے متعلق بے پرواہ کردے گا۔''

تیسرے شخص نے کہا:

((اَلْجِھَادُ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ أَفْضَلُ مِمَّا قُلْتُمْ))

''جہاد فی سبیل اللہ تمہاری ذکر کردہ تمام چیزوں سے افضل ہے۔''

صحابہ کرام کے اس اختلاف نے شور کا سماں پیدا کر دیا چنانچہ بڑھتے ہوئے اس جھگڑے کو دیکھ کر جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ درمیان میں آ گئے اور فرمایا:''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس بیٹھ کر اپنی آوازیں بلند مت کرو۔رہا مسئلہ کا حل ......تو نماز جمعہ کے بعد رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کر لیں گے۔''

چنانچہ جمعہ کی نماز ادا کرنے کے بعد جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پورا قصہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کر دیا اور صحابہ کرام کے اختلاف سے آگاہ کر دیا (اور یہی ایک مومن کی شان ہونی چاہیے کہ وہ ہر مسئلہ کا حل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب کرے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال سن لیا اور جواب کے لیے وحی الٰہی کا انتظار فرمانے لگے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی مقام پر تشریف فرما تھے، جبریل امین آسمانوں سے وحی لے کر آ پہنچے:

﴿ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ

اللّٰهِ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾

''کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کو آباد کرنے کے عمل کو اس شخص کے عمل کے برابر سمجھ لیا ہے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرے؟ اللہ تعالیٰ کے ہاں (یہ دونوں گروہ) برابر نہیں ہو سکتے اور اللہ تعالیٰ بے انصاف لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' [1]

اس آیت کریمہ نے جہاد کی افضلیت اور مجاہد کی شان عالی مقام کو خوب واضح کر دیا ہے۔ اگر ہم متعلقہ شرعی نصوص کا مزید تجزیاتی مطالعہ کریں تو جہاد کی شان اور قدر و منزلت مزید آشکارا ہو جائے گی۔

چنانچہ اس آیت کریمہ میں جہاد کا دو اعمال سے تقابل کیا گیا ہے۔

(۱) حاجیوں کو پانی پلانا (۲) مسجد حرام کو آباد کرنا۔

(۱) حاجیوں کو پانی پلانا بہت اجر و فضیلت والی بات ہے۔ حجاج کرام جانتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کی شدت حرارت و تمازت میں گرمی کا احساس کتنا شدید ہوتا ہے۔ بالخصوص طواف و سعی کے بعد اور اس سے بھی بڑھ کر وقوف عرفات اور قیام منیٰ کے دوران۔ یہ اللہ کے مہمانوں کی عالیشان خدمت ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کا اندازہ کرنا ہو تو اس سے بھی کہیں بڑھ کر دو واقعات پر غور کیجیے:

((عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ اَنَّ رَجُلًا رَاى كَلْبًا يَاْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَاَخَذَ الرَّجُلُ خُفَّهُ فَجَعَلَ يَغْرِفُ لَهُ بِهِ حَتّٰى اَرْوَاهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ)) [1]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک ایک شخص نے ایک کتا دیکھا جو پیاس کی وجہ سے مٹی چاٹ رہا تھا۔ پس اس آدمی نے اپنا ایک جوتا اتارا، اس میں پانی بھر کر اس کتے کو پلا دیا پس اللہ تعالیٰ نے اس کے اس کام کی قدر کرتے ہوئے اسے جنت میں داخل فرما دیا۔''

صحیح بخاری میں اسی قسم کا ایک واقعہ ایک عورت کا بھی ہے:

((بَيْنَمَا كَلْبٌ يَطِيفُ بِرَكِيَّةٍ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ اِذْ رَاَتْهُ بَغِىٌّ مِنْ بَغَايَا بَنِى إِسْرَائِيلَ فَنَزَعَتْ مُوْقَهَا فَسَقَتْهُ فَغُفِرَ لَهَا بِهِ)) [1]

''ایک کتا --- جو پیاس کے مارے ہلاکت کے قریب پہنچ چکا تھا، ایک کنویں کے ارد گرد چکر لگا رہا تھا کہ بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ عورت نے اسے دیکھ لیا۔ چنانچہ اس نے اپنا جوتا اتار کر اس میں پانی بھر کر کتے کو پلا دیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے تمام گناہ معاف فرما دیے۔''

قارئین کرام! ایک فاحشہ عورت ایک پیاسے کتے کو پانی پلائے تو اس کی زندگی کے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں اور ایک مسلمان کسی

ایک نہیں بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں پیاسے حاجیوں یعنی اللہ تعالیٰ کے مہمانوں کو پانی پلائے تو اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا مقام حاصل ہوگا۔ ذرا غور کیجیے!

جبکہ اس قرآنی آیت میں جہاد کو اس پانی پلانے سے افضل قرار دیا گیا ہے۔ (فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ)

دوسرے جس عمل کا جہاد سے تقابل کیا گیا ہے وہ عمارۃ المسجد الحرام یعنی مسجد حرام کی آبادکاری ہے اور یہ بھی ایک عظیم عمل ہے۔ مسجد کی آبادکاری سے مراد یہ نہیں ہے کہ ایک بار وہاں نماز پڑھ لے پھر چھوڑ دے، بلکہ اس آبادکاری کا مفہوم تو تب ہی حاصل ہوگا جب ہمیشہ یا کم از کم کثرت کے ساتھ مسجد میں نمازیں ادا کرے۔ جبکہ مسجد حرام کی ایک نماز کا ثواب ملاحظہ ہو:

((عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : صَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ))[1]

”جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری مسجد میں نماز، مسجد حرام کے سوا دیگر ہر مسجد کی ایک ہزار نماز سے افضل ہے اور مسجد حرام کی نماز دیگر ہر مسجد کی ایک لاکھ نماز سے افضل ہے۔“

سبحان اللہ! جو شخص مسجد حرام میں ایک نماز پڑھ لے اسے ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے اور جو زندگی بھر مسجد حرام میں نماز ادا کرکے اس کی آبادکاری کرے اس کے اجر و ثواب کا کیا شمار ہوگا؟ لیکن ”لَا يَسْتَوُوْنَ عِنْدَ اللّٰهِ“ کے مصداق مسجد حرام کی آبادکاری کا یہ عظیم الشان عمل جہاد سے افضل تو کیا، جہاد کے برابر بھی نہیں ہوسکتا اور احادیث شاہد ہیں کہ کوئی بھی عمل جہاد فی سبیل اللہ کی ہمسری اور برابری نہیں کرسکتا:

((عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ ؟ قَالَ: هَلْ تَسْتَطِيْعُ اِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُوْمَ وَلَا تَفْتُرَ وَتَصُوْمَ وَلَا تُفْطِرَ ؟ فَقَالَ : وَمَنْ يَّسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ))[1]

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اس عمل کی راہنمائی فرمادیجیے جو جہاد کے برابر ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا جو جہاد کے برابر ہو۔“ پھر ارشاد فرمایا: ”کیا تم میں اتنی ہمت و استطاعت ہے کہ مجاہد کے جہاد پر جانے کے فوراً بعد تم اپنی مسجد میں داخل ہو جاؤ (اور اس کے لوٹ آنے تک) مسلسل قیام کرتے رہو اور کبھی نہ تھکو اور روزے رکھتے رہو اور کبھی افطار نہ کرو۔“ پھر آپ ﷺ نے خود ہی فرمایا: ”یہ طاقت کس میں ہوسکتی ہے؟“

((عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يَعْدِلُ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ لَا تَسْتَطِيْعُوْنَهُ ـ فَاَعَادُوْا عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلَّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ : لَا تَسْتَطِيْعُوْنَهٗ ثُمَّ قَالَ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ

سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بِآيَاتِ اللّٰهِ لَا يَفْتُرُ مِنْ صَلَاةٍ وَلَا صِيَامٍ حَتَّى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ))[1]

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا جہاد فی سبیل اللہ کے برابر کونسا عمل ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جہاد کے برابر جو عمل ہے اسے تم انجام نہیں دے سکتے۔ صحابہ کرام نے دو تین بار یہی سوال دہرایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بار یہی جواب دیا۔ پھر ارشاد فرمایا: ''مجاہد فی سبیل اللہ کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جو مسلسل روزے رکھے اور آیات قرآنی پڑھ پڑھ کر مستقل قیام میں رہے اور مجاہد کے گھر لوٹ آنے تک نماز سے تھکے نہ روزوں سے۔''

معاذ بن انس رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا خاوند جہاد پر جا چکا ہے، گھر میں اس کی نماز اور دیگر نیک کاموں میں اقتداء کیا کرتی تھی (اب میں تنہا رہ گئی) لہٰذا مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجیے جو اس کے لوٹنے تک کرتی رہوں اور اس کے عمل کے برابر ثواب پا لوں؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم میں اتنی طاقت ہے کہ اس کے گھر لوٹ آنے تک مسلسل قیام میں رہو اور کبھی نہ بیٹھو! روزے رکھو اور کبھی افطار نہ کرو؟ اللہ کا ذکر کرتی رہو اور کبھی نہ تھکو؟'' اس نے کہا ''یا رسول اللہ! اتنی طاقت تو نہیں ہے۔'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ طَوَّقْتِیْهِ مَا بَلَغْتِ الْعُشُوْرَ مِنْ عَمَلِهٖ))

''مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر اللہ تعالیٰ تمہیں ان تمام کاموں کی توفیق دے بھی دے تب بھی تم اپنے شوہر کے جہادی اجر کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچ سکتیں۔''[1]

مجاہد کے عزم جہاد کی فضیلت

مجاہد اپنے گھر بیٹھا ہے، جہاد کی نیت، عزم اور تڑپ سینے میں موجزن ہے لیکن کوئی شرعی عذر مانع اور رکاوٹ بنا ہوا ہے تو اس کا جہاد کا ارادہ لیے گھر بیٹھے رہنا بھی اس کے لیے اجر و ثواب کا باعث بنا رہے گا۔ سب سے پہلی منقبت و فضیلت تو یہ ہے کہ وہ تہمت نفاق سے بری ہو جائے گا:

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ مَاتَ وَ لَمْ یَغْزُ وَ لَمْ یُحَدِّثْ نَفْسَهٗ بِغَزْوٍ مَاتَ عَلٰی شُعْبَةٍ مِّنَ النِّفَاقِ))[1]

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اس حال میں مر جائے کہ اس نے جہاد نہ کیا ہو اور اپنے دل میں جہاد کی نیت و عزم بھی نہ کیا ہو تو وہ نفاق کی خصلت پر مرتا ہے۔''

گویا مجاہد کا ''عزمِ جہاد'' اسے نفاق کی موت سے بچا لے گا۔

جب فتح مکہ کے بعد مکہ سے مدینہ کی ہجرت ختم ہوگئی تو اس عظیم الشان مقام کے حصول کے لیے جہاد اور ''نیت جہاد'' کو نعم البدل کے طور پر امت کے لیے انعام کر دیا گیا۔

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمَ افْتَتَحَ مَکَّۃَ : لَا ھِجْرَۃَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰکِنْ جِھَادٌ وَ نِیَّۃٌ وَ إِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا))[2]

''عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''فتح مکہ کے بعد (مکہ سے مدینہ تک) ہجرت نہیں رہی لیکن جہاد اور نیت جہاد (جیسی نعمت) موجود ہے۔ لہٰذا جب بھی تمہیں جہاد کے لیے گھروں سے نکلنے کا حکم دیا جائے فوراً نکل کھڑے ہو۔''

اللہ! اللہ! مکہ سے ہجرت ختم ہوئی تو ثواب عظیم کا ایک دروازہ بند ہو گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے نیت جہاد کی نعمت عظمیٰ سے اپنے بندوں کو مالا مال فرما دیا۔ سیاق حدیث اس نیت کے اجر عظیم کا اشارہ دے رہا ہے لیکن ساتھ ساتھ یہ واضح کر دیا کہ جونہی جہاد کا حکم ملے فوراً نکل کھڑے ہو۔ مجاہد کا جہادی سفر ابھی شروع نہیں ہوا، وہ جہاد کی نیت اور تڑپ لیے گھر بیٹھا ہے اور اجر کا کھاتہ کھل چکا ہے۔

عہد نبوی کی ایک مثال:

((عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ : أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ رَجَعَ مِنْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ فَدَنَا مِنَ الْمَدِیْنَۃِ فَقَالَ : إِنَّ بِالْمَدِیْنَۃِ أَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِیْرًا وَ لَا قَطَعْتُمْ وَادِیًا إِلَّا کَانُوْا مَعَکُمْ ، فَقَالُوْا : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! وَ ھُمْ بِالْمَدِیْنَۃِ ؟ فَقَالَ : وَ ھُمْ بِالْمَدِیْنَۃِ حَبَسَھُمُ الْعُذْرُ))[1]

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس آئے اور جب مدینہ منورہ کے قریب ہو گئے تو فرمایا: ''مدینہ منورہ میں کچھ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو تمہارے ساتھ ہر راستے اور وادی میں شریک ہوئے ہیں۔'' لوگوں نے عرض کیا: ''حالانکہ وہ مدینہ میں بیٹھے ہیں۔'' فرمایا: ''وہ مدینہ منورہ میں ہیں، عذر کی وجہ سے تمہارے ساتھ نہ نکل سکے۔''

یہاں جس جنگ کا ذکر ہے یہ جنگ تبوک ہے جس کا سفر انتہائی کٹھن تھا۔ نہایت طویل اور پر خطر مسافت تھی، شدت کی گرمی تھی، سواریوں کی قلت تھی، کئی کئی مجاہدین کے حصے ایک ایک سواری تھی جس پر باری باری بیٹھ کر انہوں نے یہ سفر مکمل کیا۔ دوسری طرف مدینے کے پھل پک چکے تھے اور سائے دراز ہو گئے تھے --- یہ لوگ اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں۔ تبوک کے سفر سے قبل ان کی تیاری بھی مکمل تھی، نیت بھی موجود تھی، لیکن سفر کے وقت انہیں مرض یا کسی دوسرے عذر نے آ گھیرا --- ان کے ساتھی چلے گئے اور ان کے سینے اس جہاد کے سفر کے لیے مچلتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نیت صادقہ اور عزم صالح کو دیکھتے ہوئے انہیں گھر بیٹھے بیٹھے وہ پورا اجر دے دیا جو تبوک کے پر مشقت سفر پہ جانے والوں کو ملا تھا۔

یہ ''نیت جہاد'' کی برکتیں ہیں جن سے جہاد کا مرتبہ اور مجاہد کا مقام عیاں ہوتا ہے۔غرض یہ مجاہد اگر گھر بیٹھے بیٹھے اسی طلب وتڑپ اور صدق قلبی کے ساتھ شہادت کی تمنا کر بیٹھے، حصول شہادت کی دعائیں مانگے، تو اللہ تعالیٰ اپنے اس محبوب بندے کو شہادت کی موت عطا فرما دیتا ہے اور اگر شہادت کی موت نہ بھی مر سکا تو بھی اس کے جذبہ، عزم اور تمنائے صادق کی بنا پر اسے شہادت کے مقام پر سرفراز فرما دیتا ہے:

((عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ تَعَالَى الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَآءِ وَ إِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ)) [1]

''سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ سے صدق قلبی کے ساتھ شہادت کا سوال کرے اللہ تعالیٰ اسے شہداء کے درجات تک پہنچا دیتا ہے خواہ وہ اپنے بستر پر ہی مر جائے۔''

((عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا أُعْطِيَهَا وَلَوْ لَمْ يُصِبْهُ)) [2]

''انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' جو سچے دل سے شہادت کی موت طلب کرے، وہ اگر شہادت کی موت نہ بھی پا سکے تب بھی شہادت کا اجر پا لیتا ہے۔''

غور کیجیے! اللہ تعالیٰ مجاہد کی تمناؤں اور سچی خواہشات کا کتنا احترام کرتا ہے۔ یہ عظیم بندہ تو اگر اللہ پر قسم کھا لے تو اللہ اس کی قسم پوری کر کے اپنے اس محبوب بندے کی لاج رکھ لیتا ہے۔

((لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ)) [1]

''اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم ڈال کر کوئی بات کہہ دے تو اللہ وہ بات پوری کر دیتا ہے۔''

بہرحال ابھی مجاہد اپنے گھر بیٹھا ہے اور گھر بیٹھے بیٹھے محض جہاد کے لیے اپنی نیت صادقہ کی وجہ سے اجر وثواب سے مالا مال ہو چکا ہے۔

لیکن وہ گھر بیٹھ کر اپنی جہادی ذمہ داریوں سے غافل نہیں ہوتا، بلکہ جہادی تحریک میں کسی نہ کسی صورت میں موجود ودستیاب رہتا ہے اور ظاہر ہے جہاد کا عزم کسی دعویٰ سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ کردار سے ثابت ہوتا ہے۔یہی بات اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارہ میں کہی تھی:

﴿ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً ﴾ [2]

''یعنی اگر ان کا جہاد کے لیے جانے کا ارادہ ہوتا تو اس کی تیاری کر چکے ہوتے۔''

تا کہ وقت جہاد فوراً نکل کھڑے ہونا ممکن ہو، اللہ تعالیٰ کا حکم بھی یہی ہے۔

مجاہد کی تیاری

﴿وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ﴾[1]

''ان کفار و مشرکین کے لیے بقدر طاقت تیر اندازی سیکھ کر اور گھوڑے باندھ کر تیاری کر لو۔''

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے وعظ فرما رہے تھے اور اسی آیت کریمہ کی تلاوت کی، پھر تین بار فرمایا:

''یہاں (قُوَّةٍ) سے مراد تیر اندازی ہے۔''[2]

چنانچہ مجاہد گھر بیٹھے بیٹھے اسی استعداد حربی کے لیے کوشاں رہتا ہے اور نیت جہاد کے اجر کے ساتھ ساتھ استعداد للحرب کے اجر سے بھی اپنی جھولیاں بھرتا رہتا ہے مثلاً: تیر اندازی سیکھنے اور اس کی مشق کرنے کا الگ اجر ہے، (آج یہ اجر جدید گنوں اور بندوقوں کی ٹریننگ میں ہے) جہاد کے لیے گھوڑا پالنے کا الگ اجر ہے، جہاد کے لیے خود نہ جا سکنے کی صورت میں کسی دوسرے مجاہد کو تیار کر کے بھیجنے کا الگ اجر ہے اور اس مجاہد کے جانے کے بعد اس کے اہل و عیال کی نگہداشت و کفالت کا الگ اجر ہے۔ اس استعداد حربی کی فضیلت پر چند احادیث ملاحظہ ہوں:

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اسلم قبیلہ کے کچھ لوگ دو ٹیموں میں بٹ کر تیر اندازی کا مقابلہ کر رہے تھے (یہ جہادی مشق ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے آئے اور فرط محبت سے فرمایا:

((اِرْمُوْا بَنِیْ اِسْمَاعِيْلَ فَاِنَّ اَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا))

''اے اولاد اسماعیل! تیر اندازی کی خوب مشق کرو کیونکہ تمہارا باپ ایک ماہر تیر انداز تھا۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تیر اندازی کا مقابلہ جاری رکھو، میں فلاں ٹیم میں شامل ہو کر مقابلے میں شریک ہوں۔'' تو دوسری ٹیم نے ہاتھ روک لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نے تیر اندازی کیوں بند کر دی؟'' انہوں نے جواب دیا: ''ہم کیسے تیر پھینکیں، آپ تو دوسری ٹیم کے ساتھ ہیں'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِرْمُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ))

'چلو تیر اندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔''[1]

اللہ اکبر! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت سے بڑھ کر کوئی نعمت ہو سکتی ہے، یہ ایک مجاہد ہی کی منفرد شان ہے، ایسا موقع کسی اور عمل کے لیے ثابت نہیں ہو سکا چنانچہ یہ مجاہد تیر اندازی کی اس مشق کے دوران معنوی اور روحانی طور پر اس عظیم اعزاز کا تصور قائم رکھے۔ یہ تصور بہت ہی روح افزا و فرحت بخش ثابت ہوگا۔ جس کا اظہار روز قیامت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت و معیت کی صورت میں ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور ہوگا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث بھی ہمارے سامنے ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ ایک تیر تین افراد کو جنت میں پہنچا دیتا ہے۔ سبحان اللہ!

مجاہد کی سواری

استعداد حربی کی ایک صورت، جہاد کی سواری کو تیار کرنا ہے جو اس دور میں گھوڑا ہوا کرتی تھی۔ اس کی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے:

((عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اَلْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ))[1]

''عروہ بن ابی الجعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت کے دن تک کے لیے خیر رکھ دی گئی ہے جو اجر و غنیمت کی صورت میں حاصل ہوتی رہے گی۔''

گویا جہاد کا یہ گھوڑا سراسر اجر کا پیغام ہے۔

((عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ : رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ إِيْمَانًا بِاللّٰهِ وَ تَصْدِيْقًا بِوَعْدِهِ فَإِنَّ شِبْعَهُ وَ رِيَّهُ وَرَوْثَهُ فِي مِيْزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))[1]

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کے وعدہ کی تصدیق کرتے ہوئے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے گھوڑا رکھا تو اس کا پیٹ بھر کر کھانا کھانا، سیراب ہو کر پانی پینا، کھانا کھا کر لید کرنا اور پانی پی کر پیشاب کرنا (سب کا سب) قیامت کے دن نیکیوں کے ترازو میں رکھ کر تولا جائے گا۔''

مسند احمد کی ایک حدیث میں ہے کہ اس کا پیاسا رہنا بھی باعث اجر ہوگا اور مسند احمد ہی کی ایک حدیث میں ہے:

((فَثَمَنُهُ اَجْرٌ وَرُكُوْبُهُ اَجْرٌ وَعَارِيَتُهُ اَجْرٌ وَ عَلَفُهُ اَجْرٌ))[2]

''جس قیمت سے گھوڑا خریدا وہ بھی باعث اجر، گھوڑے پر سوار ہونا بھی باعث اجر، گھوڑا کسی کو عاریتہً دینا بھی باعث اجر اور اس کا چارہ بھی باعث اجر ہے۔''

اور ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں:

((اَلْمُنْفِقُ عَلَى الْخَيْلِ كَبَاسِطِ يَدِهِ بِالصَّدَقَةِ لَا يَقْبِضُهَا))[1]

''یعنی جہاد کے گھوڑے پر خرچ کرنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو فراخ ہاتھ کے ساتھ مسلسل صدقہ کرتا رہے اور کبھی اس کی مٹھی بند نہ ہو۔''

مجاہد کا انفاق فی سبیل اللہ

جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نفقہ بھی استعداد حربی میں آتا ہے۔ ہر نیکی کا اجر دس گنا سے شروع ہوتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ جہاں تک چاہے بڑھا دے لیکن جہاد میں نفقہ کا اجر سو گنا سے شروع ہوتا ہے:

((عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كُتِبَتْ لَهٗ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ))②

''خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ کی راہ پر (جہاد) میں کوئی نفقہ دے تو اس کا سات سو گنا اجر لکھا جائے گا۔''

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لگام لگی ہوئی اونٹنی لایا اور کہا یہ جہاد کے لیے قبول کر لیجیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُومَةٌ))①

''اس اونٹنی کے بدلے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں سات سو اونٹنیاں عطا فرمائے گا، جو سب لگام والی ہوں گی۔''

مجاہد تیار کرنے کی فضیلت

پھر اس جہادی نفقہ کا خاص حصہ یہ ہے کہ کسی مجاہد کو جہاد کے لیے ساز و سامان دے کر تیار کرنا، اسے مکمل سامان حرب فراہم کر دینا، اس خاص نفقہ سے بھی مجاہد گھر بیٹھے بیٹھے جہاد کا مکمل اجر حاصل کر لیتا ہے اور یہ مکمل اجر ایک اور صورت سے بھی حاصل ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ اپنے کسی مجاہد بھائی کے اہل و عیال کی نیکی اور تقویٰ کے دامن کو تھامتے ہوئے نگہداشت کرے، ان کی ضروریات کا خیال رکھے:

((عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَ مَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا))①

''زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی غازی کو تیار کر دے گویا اس نے خود جہاد کیا اور جو نیکی اور بھلائی کے ساتھ کسی مجاہد کے اہل خانہ کی نگہداشت کرے گویا اس نے خود جہاد کیا۔''

صحیح ابن ماجہ کی ایک روایت میں اسی عمل کے اجر کے سلسلہ میں یہ الفاظ ہیں:

((كُتِبَ لَهٗ مِثْلُ أَجْرِهٖ لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الْغَازِي شَيْءٌ))②

''یعنی مجاہد کو تیار کرنے والے یا اس کے اہل خانہ کا خیال رکھنے والے کو مجاہد کے اجر کے برابر ثواب دیا جاتا ہے اور اس طرح کہ

مجاہد کے اپنے اجر میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو امت محمدیہ کے قافلۂ جہاد کے سالار ہیں اس قسم کی نیکیوں کو سمیٹنے میں کبھی بخل نہیں کیا کرتے تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو اسلم قبیلے کا ایک نوجوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں جہاد پر جانا چاہتا ہوں لیکن تیاری کا ساز و سامان میرے پاس نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''فلاں شخص کے پاس جاؤ وہ جہاد کی پوری تیاری کر چکا ہے لیکن بیمار ہو گیا ہے۔''

وہ نوجوان اس کے پاس چلا گیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں سلام بھجوایا ہے اور کہا ہے کہ جو تم نے جہاد کی تیاری کی ہے وہ تمام سامان مجھے دے دو۔ اس صحابی نے فرط محبت سے اپنی بیوی کو بلایا اور کہا: ''نیک بخت! میرا تمام سامان حرب اس کے حوالے کر دو کوئی چیز روک نہ لینا، واللہ! اگر تم نے کوئی چیز روک لی تو اس میں کبھی برکت نہیں ہوگی۔'' ①

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابھی مجاہد کا سفر جہاد شروع نہیں ہوا لیکن جہاد کے تعلق سے گھر بیٹھے بیٹھے بے تحاشہ اجر و ثواب لوٹ چکا ہے۔ چنانچہ اسے سفر جہاد سے قبل ہی نیت جہاد کا اجر مل چکا، تمنائے شہادت کا اجر مل چکا ہے اور استعداد حربی کے ضمن میں تیر اندازی، گھوڑا پالنے، جہادی نفقہ، مجاہد کی تجہیز اور مجاہد کے اہل خانہ کی کفالت اور نگہداشت کا اجر مل چکا ہے۔ اجر بھی ایسا کہ اس کا کوئی احاطہ و شمار ممکن نہیں تو جب اس کا جہادی سفر شروع ہوگا تو اسے کس قدر اجر و ثواب سے نوازا جائے گا! غور کیجیے:

﴿ ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ﴾ ①

''یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔''

جہادی سفر

برادران اسلام! اب مجاہد سفر جہاد پر روانہ ہوتا ہے۔ اب دیکھیے! اجر و ثواب اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں کس طرح اس کے ہم رکاب ہیں۔ لحظہ بہ لحظہ۔ قدم بقدم۔ گھر سے نکلنے کا وقت بھی محسوب و ماجور ہے:

((عَنۡ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ لَغَدۡوَةٌ فِيۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ أَوۡ رَوۡحَةٌ خَيۡرٌ مِنَ الدُّنۡيَا وَ مَا فِيۡهَا)) ②

''انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کی غرض سے صبح کو گھر سے نکلنا یا شام کو گھر سے نکلنا دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے قیمتی ہے۔''

یہاں دو چیزیں قابل غور ہیں:

ا۔ مجاہد کا گھر سے نکل کھڑے ہونا، مذکورہ اجر کے حصول کا باعث ہے، خواہ وہ منزل پر پہنچ سکے یا نہ پہنچ سکے۔ یعنی یہ ثواب صرف

اپنے آپ کو جہاد کے لیے گھر سے نکالنے کا ہے۔ اب سفر شروع ہوگا اس کا الگ ثواب ہے اور منزل پر پہنچ کر جہادی کردار شروع ہوگا اس کا ثواب الگ ہے۔

۲۔ دوسرا نکتہ یہ قابل غور ہے کہ مجاہد کا گھر سے نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ دنیا کے اندر کیسے کیسے خزانے ہیں، کیسے کیسے مقدس اور متبرک مقامات ہیں۔ مسجد حرام، بیت المقدس، مسجد نبوی۔ یہ سب اسی دنیا میں موجود ہیں۔ (فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ)۔

((عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنْتَدَبَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِی سَبِيْلِهٖ لَا يُخْرِجُهُ اِلَّا إِيْمَانٌ بِّی وَتَصْدِيْقٌ بِرُسُلِی أَنْ اُرْجِعَهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ اَوْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ))[1]

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مجاہد جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان اور اس کے رسولوں کی تصدیق کے جذبے کے ساتھ گھر سے نکلتا ہے، تو اس کے گھر سے نکلنے کے عمل سے اللہ تعالیٰ یہ ضمانت دیتا ہے کہ (اس کے زندہ رہنے کی صورت میں) اسے اجر و غنیمت سے مالا مال کر کے لوٹاؤں گا اور (شہید ہونے کی صورت میں) سیدھا جنت میں داخل کر دوں گا۔''

گھر سے نکلتے ہی دنیا و مافیہا سے بہتری کا انعام اور اللہ تعالیٰ کی مذکورہ ضمانت مجاہد کے ہمرکاب ہو جاتی ہے۔ کیا شان ہے مجاہد کی کہ اس کے اہل و عیال امت کے کاندھوں پر امانت بن جاتے ہیں۔

مجاہدین کی بیویوں کی فضیلت

((عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَی الْقَاعِدِيْنَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ وَ مَا مِنْ رَجُلٍ مِّنَ الْقَاعِدِيْنَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِّنَ الْمُجَاهِدِيْنَ فِی أَهْلِهٖ فَيَخُوْنُهٗ فِيْهِمْ إِلَّا وُقِفَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ مِنْ عَمَلِهٖ مَا شَاءَ فَمَا ظَنُّكُمْ ؟))[1]

''بریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کے لیے مجاہد کی بیویوں کی عزت و حرمت ان کی ماؤں کی حرمت جیسی ہے اور اگر کسی شخص نے مجاہد کے اہل و عیال میں کسی خیانت کا ارتکاب کیا، تو قیامت کے دن یہ مجاہد اس خائن شخص کے راستے میں کھڑا ہوگا اور اسے اختیار ہوگا کہ اس کی جتنی نیکیاں چاہے لے لے، پس تمہارا کیا گمان ہے؟''

برادرانِ اسلام! خوب غور کیجیے! جہاد کے لیے گھر سے نکلنے والے شخص اور اس کے اہل و عیال کے لیے شریعت نے کیسے کیسے تحفظات اور کیسی کیسی ضمانتیں فراہم کر دی ہیں۔

سفرِ جہاد کی چوٹیاں، گھاٹیاں اور ان کا اجر

اور اب مجاہد کا سفر شروع ہوتا ہے۔ پر مشقت سفر، کبھی بلند و بالا پہاڑوں کی چوٹیاں طے کرنے کا مرحلہ ہے اور کبھی نشیبی وادیاں، کبھی جنگل، کبھی میدان، کبھی بھوک، کبھی پیاس اور ہر ہر قدم عمل صالح بنتا جا رہا ہے، آسمان سے آواز آتی ہے:

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّ لَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَطَئُوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَ لَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّ لَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾[1]

”اور یہ اس وجہ سے کہ ان مجاہدین کو اللہ کی راہ میں پیاس، تھکاوٹ اور بھوک نہیں پہنچتی اور نہ وہ روندتے ہیں کسی ایسی جگہ کو جو کفار کو غضبناک کر دے اور نہ وہ حاصل کرتے ہیں دشمن سے کوئی چیز (فتح وغیرہ) مگر یہ سب کچھ لکھ دیا جاتا ہے ان کے لیے عمل صالح، بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا اور نہ وہ خرچ کرتے ہیں کوئی چھوٹا یا بڑا انفقہ اور نہ وہ طے کرتے ہیں کوئی وادی (بسلسلۂ جہاد) مگر وہ سب ان کے لیے لکھ دیا جاتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو بدلہ دے بہترین اس کام کا جو وہ کرتے تھے۔“

قتادہ بن دعامہ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں:

((مَا ازْدَادَ قَوْمٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بُعْدًا مِنْ اَهْلِيْهِمْ اِلَّا ازْدَادُوْا قُرْبًا مِّنَ اللّٰهِ))[1]

”یعنی جہاد کے سلسلہ میں لوگ جتنا اپنے گھروں سے دور ہوتے جائیں گے، اتنا اللہ کے قریب ہوتے جائیں گے۔“

گویا جہادی سفر کا ہر قدم عمل صالح بنتا جا رہا ہے جس پر احسن جزا کے پختہ وعدے موجود ہیں۔

﴿ فَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ ﴾[1]

”تو کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اس وعدہ کا ایفا کرے۔“

راہِ جہاد کے غبار کی فضیلت

سفر کے دوران گرد و غبار کا اڑ کر پڑنا ایک طبعی امر ہے لیکن مجاہد کے قدموں پر پڑنے والا یہ غبار اس کے لیے عظیم اعزاز بن جاتا ہے۔ سر کے غبار آلود منتشر بال، خاک سے اٹے قدم اور پورے لباس اور بدن پر جمی ہوئی مٹی کی تہیں ایسی بشارتوں کی پیامبر ہیں کہ لاکھوں کروڑوں حسن والوں کا حسن مجاہد کی خاکِ پا پر قربان:

((طُوبیٰ لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَشْعَثَ رَأْسُهُ مُغْبَرَّةً قَدَمَاهُ))[2]

''خوشخبری تو اس بندے کے لیے ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے۔ سر خاک آلود اور دونوں پاؤں غبار سے بھرے ہوئے ہیں۔''

ان دونوں قدموں کو جہنم کی آگ نہیں چھوسکتی:

((عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَبْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ))[1]

''عبدالرحمٰن بن جبر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندے کے دونوں قدم اللہ کی راہ میں خاک آلود ہوں تو اسے جہنم کی آگ نہیں چھوسکتی۔''

بلکہ وہ دونوں خاک آلود قدم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم پر حرام کر دیے جاتے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن جبر رضی اللہ عنہ کی یہی روایت ترمذی میں ان الفاظ کے ساتھ ہے:

((مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَهُمَا حَرَامٌ عَلَى النَّارِ))[2]

''جس شخص کے دونوں قدم اللہ کی راہ میں خاک آلود ہوں تو وہ قدم جہنم کی آگ پر حرام کر دیے جاتے ہیں۔''

((عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ دُخَانُ جَهَنَّمَ فِیْ مَنْخَرَیْ مُسْلِمٍ))[1]

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی بندے کی ناک میں جہادی سفر کا گرد و غبار اور جہنم کا دھواں جمع نہیں ہو سکتے۔''

سرزمین روم میں مجاہدین کا ایک قافلہ منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ مالک بن عبداللہ الخثعمی اس کے قائد ہیں۔ دوران سفر انہوں نے جابر بن عبداللہ الانصاری کو دیکھا کہ گھوڑا ان کے پاس ہے، لیکن وہ اس کی لگامیں پکڑے پیدل چل رہے ہیں۔ مالک نے پکار کر کہا: ''جابر سوار ہو جاؤ، اللہ نے تمہیں سواری دی ہے۔'' جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے کہ ''جس بندے کے قدم اللہ کی راہ میں خاک آلود ہوں اس بندے کو اللہ تعالیٰ جہنم پر حرام کر دیتا ہے۔'' یہ حدیث سننی تھی کہ تمام مجاہدین نے اپنی اپنی سواریوں سے چھلانگیں لگا دیں۔ چنانچہ اس روز سے بڑھ کر پیدل چلنے والے کسی جہادی سفر میں نہیں دیکھے۔[2]

سبحان اللہ! جہادی سفر کی کیا شان ہے! ہر اٹھنے والا قدم مستقل عمل صالح ہے اور پڑنے والے گرد و غبار کا ہر ذرہ جنت کے داخلے اور جہنم کے حرام ہونے کی ضمانت ہے۔

سمندری جہاد کی فضیلت

گرد وغبار کی اس فضیلت کا حصول خشکی کے سفر میں ممکن ہے لیکن جہادی سفر اگر سمندر وغیرہ کا ہو تو وہاں گرد وغبار کا پہنچنا ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے پانی میں کیے گئے جہادی سفر کی فضیلت بھی بیان فرمادی اور مجاہد کی شان یہاں بھی نمایاں رکھی:

((عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ ، وَ فِیْہِ) فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثُمَّ اسْتَیْقَظَ وَھُوَ یَضْحَکُ قَالَتْ : فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! مَایُضْحِکُکَ ؟ قَالَ : نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِیْ عُرِضُوْا عَلَیَّ غُزَاۃً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یَرْکَبُوْنَ ثَبَجَ ھٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْکًا عَلَی الْأَسِرَّۃِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوْکِ عَلَی الْأَسِرَّۃِ ......الحدیث))[1]

''یعنی رسول اللہ ﷺ ام حرام کے گھر سوئے ہوئے تھے، اچانک آپ ﷺ مسکراتے ہوئے نیند سے بیدار ہوئے، ام حرام نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ فرمایا: ''میرے سامنے میری امت کے کچھ لوگ پیش کیے گئے، وہ اس طرح دریا میں سوار تھے جیسے بادشاہ تختوں پر چڑھتے ہیں۔ یا بادشاہوں کی طرح تخت پر۔''

((عَنْ اُمِّ حَرَامٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اَلْمَائِدُ فِی الْبَحْرِ الَّذِیْ یُصِیْبُہُ الْقَیْءُ لَہٗ اَجْرُ شَھِیْدٍ وَالْغَرِیْقُ لَہٗ أَجْرُ شَھِیْدَیْنِ!))[1]

''ام حرام رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجاہد کو سمندر میں سفر کرتے ہوئے متلی یا قے آ جائے تو اسے مکمل ایک شہید کا اجر ملے گا اور اگر وہ سمندر میں ڈوب جائے تو اسے دو شہیدوں کا اجر ملے گا۔''

راہِ جہاد کی موت کی فضیلت

مجاہد اجر و ثواب کی ان تمام بہاروں کو اپنے دامن میں سمیٹتے ہوئے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ میدان جہاد میں جلد پہنچنے کی تڑپ ہے لیکن بسا اوقات زندگی وفا نہیں کرتی۔ دراصل جہاد کا راستہ بہت کٹھن ہے۔ آج کے دور میں بالخصوص کشمیر کا بارڈر کراس کرنے والے مجاہدین اس صورتحال سے دوچار ہیں۔ مجاہد کی یہ موت بھی بڑی گرانقدر ہے:

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْمَا یَحْکِیْ عَنْ رَّبِّہٖ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ : اَیُّمَا عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِیْ خَرَجَ مُجَاھِدًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِیْ ضَمِنْتُ لَہٗ أَنْ أَرْجِعَہٗ بِمَا اَصَابَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِیْمَۃٍ وَ إِنْ قَبَضْتُہٗ غَفَرْتُ لَہٗ وَ رَحِمْتُہٗ))[1]

''ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ اپنے پروردگار سے بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''میرا کوئی بندہ محض میری

رضا کی خاطر جہاد کے لیے نکلے تو اسے ضمانت دیتا ہوں کہ یا تو اسے اجر و غنیمت سے مالا مال کر کے لوٹاؤں گا اور اگر (راستہ میں) اس کی روح قبض کر لی تو اس کے گناہ معاف کر دوں گا اور اس پر رحم کروں گا۔''

((عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَرَعَ عَنْ دَابَّتِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَمَاتَ فَهُوَ شَهِیْـــــدٌ))[1]

''عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جہادی سفر کرتے ہوئے اپنی سواری سے گر کر مر گیا وہ شہید ہے۔''

نسائی اور ابن حبان وغیرہ میں ایک حدیث مرفوع کا مضمون کچھ یوں ہے کہ:

''شیطان انسان کے اسلام کے راستہ میں آ کر بیٹھ جاتا ہے اور یوں ورغلاتا ہے کہ تم اپنے اور اپنے آباؤ اجداد کے دین کو کیوں چھوڑ رہے ہو؟ مگر انسان اس کی ایک نہیں سنتا اور اسلام قبول کر لیتا ہے۔''

پھر شیطان اس کی ہجرت کے راستہ پر آ بیٹھتا ہے اور یوں ورغلاتا ہے کہ تم اپنے گھر، وطن اور زمین و سامان کیوں چھوڑے جا رہے ہو؟ انسان یہاں بھی اسے ٹھوکر مار دیتا ہے۔ بالآخر جہاد کے راستہ پر آ بیٹھتا ہے اور یوں ورغلاتا ہے:

''تم جہاد پر جا رہے ہو یہ تو جان و مال کا تلف ہے، تم قتل کر دیے جاؤ گے تمہاری بیوی سے کوئی دوسرا نکاح کر لے گا، تمہارا مال لوٹ لیا جائے گا۔''

مجاہد یہاں بھی شیطان لعین کو ٹھوکر مار دیتا ہے اور میدان جہاد کی طرف روانہ ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اتنا عظیم الشان کردار پیش کرنے والے کو اللہ تعالیٰ ضرور جنت میں داخل فرما دیتا ہے اور اگر دوران سفر اس کی سواری نے اسے روند ڈالا تو بھی اللہ تعالیٰ ضرور اسے جنت میں داخل فرما دیتا ہے۔''[1]

مجاہد کو اللہ تعالیٰ نے میدان جہاد میں پہنچنے کی توفیق عطا فرما دی، یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ مجاہد کے صف قتال میں پہنچنے سے قبل بہت سے اعمال ایسے ہیں جو اخروی نجات کے ضامن ہیں۔ یہاں وہ امر امیر کے تابع ہے، امیر اسے جس ڈیوٹی پر مامور کر دے اس کی تکمیل اس کے لیے موجب رحمت ہے۔

پہرے کی فضیلت اور قتال کی صف

مثلاً امیر کسی مجاہد کو پہرے پر مامور کر دے۔ یہ پہرہ انسانوں کا بھی ہو سکتا ہے، مجاہدین کے اسلحہ و دیگر ساز و سامان کا بھی ہو سکتا ہے۔ بہر حال یہ ایک عظیم الشان نیکی ہے:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ : عَیْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ عَیْنٌ

بَکَتْ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ وَ عَیْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ))[2]

''ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی، ایک اللہ کے ڈر سے رونے والی آنکھ اور دوسری وہ آنکھ جو رات بھر بیدار رہ کر اللہ کی راہ میں پہرہ دے۔''

ابوداؤد اور نسائی وغیرہ میں غزوۂ حنین کا ایک قصہ مذکور ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سفر حنین کے موقع پر قبیلہ بنو ہوازن کا مال و اسباب دیکھا تو مسکراتے ہوئے فرمایا:

''یہ سارا مال ان شاء اللہ مسلمانوں کی غنیمت ہوگا۔'' پھر فرمایا: ''آج رات ہماری چوکیداری کون کرے گا؟'' انس بن ابی مرثد الغنوی نے کہا: ''یا رسول اللہ! میں کروں گا۔''

فرمایا: ''تم گھوڑے پر سوار ہو کر میرے پاس آؤ''--- وہ آئے تو فرمایا: ''اس گھاٹی کے بالکل اوپر چلے جاؤ اور پوری رات کے کسی حصہ میں کسی قسم کی غفلت کا مظاہرہ نہ کرنا۔''

المختصر جب وہ رات بھر پہرہ دینے کے بعد نماز فجر سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تم رات کو اس گھاٹی سے نیچے اترے؟'' عرض کیا ''نہیں، البتہ نماز پڑھنے یا قضائے حاجت کے لیے اترا تھا۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((قَدْ اَوْجَبْتَ فَلَا عَلَیْكَ اَلَّا تَعْمَلَ بَعْدَھَا))

''تم نے اپنے اس عمل کے ذریعہ جنت واجب کر لی ہے، آج کے بعد اگر تم کوئی نیکی نہ کرو تو تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا یعنی آج کا پہرہ جنت میں پہنچانے کے لیے کافی ہے۔''[1]

رباط کی فضیلت

پہرے کی ایک خاص قسم بارڈر کا پہرہ ہے، بالفاظ دیگر اسلامی سرحد کی حفاظت، یہ نہایت کٹھن مرحلہ ہے اور اس کا اجر عظیم الشان ہے۔ اس مخصوص پہرے کو شریعت میں رباط کہتے ہیں:

((عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ رِبَاطُ یَوْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَ مَا عَلَیْھَا))[2]

''سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں اسلامی سرحد کا ایک دن کا پہرہ دنیا و مافیہا سے افضل ہے۔''

اس سلسلہ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ایک روایت مختلف الفاظ سے مروی ہے۔ بعض الفاظ ترمذی، نسائی، ابن حبان اور مستدرک حاکم میں ہیں اور بعض الفاظ سنن ابن ماجہ میں ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایک رات کا بارڈر کا پہرہ ایک ہزار دن کے قیام و صیام کے برابر

ہے۔[1]

اگر بارڈر پر پہرہ دیتے ہوئے شہادت کی موت حاصل ہوگئی تو پہرے کا یہ عمل صدقہ جاریہ بن جاتا ہے، ایسا شخص عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے:

((عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلٰى عَمَلِهِ اِلَّا الَّذِیْ مَاتَ مُرَابِطًا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَإِنَّهٗ يَنْمِیْ لَهٗ عَمَلُهٗ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ يَاْمَنُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ))[2]

’’فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’ہر میت اپنے عمل پر ختم کر دی جاتی ہے لیکن وہ شخص جو اللہ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دیتے ہوئے مرا، اس کا یہ عمل قیامت تک بڑھایا جاتا رہے گا اور یہ شخص قبر کے فتنہ سے بھی محفوظ و مامون رہے گا۔‘‘

جہاد کی صف میں کھڑا ہونے کی فضیلت

معرکۂ قتال میں شریک ہونا مجاہد کا اصل مقصود و مطلوب ہے۔ گولیوں اور راکٹوں کی بوچھاڑ میں اپنی پوزیشن پر ڈٹے رہنا، نہ جان و مال کا خوف، نہ اہل و عیال کی فکر دامن گیر ہے۔ صرف اپنی حیات مستعار کو دین پر قربان کرنے کا جذبہ اور شوق ہے۔ عارضی اور دنیوی حیات سے حقیقی اور ابدی حیات کی طرف منتقل ہونے کی رغبت اور خواہش ہے۔

یہ صرف اسلام ہی کا اعزاز و افتخار ہے کہ اس کے فرزندان ...... اسلام پر جانیں قربان کرنے کے لیے باقاعدہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر شہادت کی دعائیں مانگتے ہیں۔ معرکۂ قتال کا ایک ایک لمحہ سالہا سال کی عبادت پر بھاری ہے۔ مجاہد صف قتال میں کھڑا ہے، اگر کسی خوف کی وجہ سے اس کا دل دھڑک رہا ہے تو یہ دھڑکن بھی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے:

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : يَقُوْلُ : مَا خَالَطَ قَلْبَ امْرِیءٍ رَهَجٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ))[1]

’’عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ کی راہ میں کسی خوف کی بنا پر اگر مجاہد کا دل دھڑکا تو اللہ اس پر جہنم کی آگ حرام کر دے گا۔‘‘

مجاہد ابھی جہاد کی صف میں اپنی پوزیشن پر کھڑا ہے، کوئی جہادی کام انجام دینا شروع نہیں کیا، اس کا یہ کھڑا ہونا ہی بہت عظیم الشان فعل ہے۔ فرمایا:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ﴾[1]

’’اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کے راستے میں سیسہ پلائی دیوار بن کر جہاد کرتے ہیں۔‘‘

صحیح ابن حبان میں ہے:

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کسی جنگ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سرحد پر کھڑے پہرہ دے رہے تھے کہ اچانک ساحل کی طرف خطرے کا احساس ہوا، سب بھاگ کر وہاں گئے، جا کر پتہ چلا خطرے کی کوئی بات نہیں تو سب لوگ واپس آ گئے، مگر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہاں کھڑے رہے۔ کسی نے پوچھا: ''آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟'' فرمایا ''ایک فضیلت سمیٹنے کے لیے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث خود سنی ہے:

''میدان جہاد میں اللہ کی راہ میں ایک گھڑی صبر سے کھڑا ہونا حجرِ اسود کے پاس لیلۃ القدر کے مکمل قیام سے افضل ہے۔'' ②

سبحان اللہ! اس فضیلت کا کوئی شمار نہیں...... مسجد حرام کی ایک نماز ایک لاکھ نماز کے برابر ہے اور شب قدر کی عبادت ایک ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہے اور اس سب سے افضل میدان جہاد میں گزاری ہوئی ایک گھڑی یا ایک لمحہ ہے اور اس گزارے ہوئے ایک لمحہ میں اگر کوئی جہادی عمل سرانجام دے دیا تو اس کا ثواب الگ ہے۔ مستدرک حاکم اور ترمذی وغیرہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہیں:

((اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ وَ یُدْخِلَکُمُ الْجَنَّۃَ اُغْزُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَنْ قَاتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فُوَاقَ نَاقَۃٍ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ)) ①

''کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرما دے اور تمہیں جنت میں داخل فرما دے۔ اس کے لیے اللہ کی راہ میں جہاد کرو، جس نے اللہ کی راہ میں ایک لمحہ بھر جہاد کر لیا اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔''

حضرات! جہاد کے اس ایک لمحہ کی اہمیت و فضیلت اور قدر و قیمت کا اندازہ کیجیے۔ لمحہ ایک ہی ہے، اس لمحہ میں دل کی دھڑکن کا الگ اجر ہے، اس لمحہ میں صف قتال میں کھڑے ہونے کا الگ اجر ہے، اسی لمحہ کسی جہادی کردار کو سرانجام دینے کا الگ اجر ہے اور اسی لمحے کا یہ جہادی کردار اگر دشمن پر تیر پھینکنے یا بالفاظ دیگر اپنی گن سے فائر کرنے کی صورت میں ہو تو اس کا الگ اجر ہے۔

دشمن پر حملہ کرنے کی فضیلت

((عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ : إِنَّ اللّٰہَ یُدْخِلُ بِالسَّھْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَۃَ نَفَرٍ الْجَنَّۃَ صَانِعَہٗ یَحْتَسِبُ فِیْ صَنْعَتِہِ الْخَیْرَ وَالرَّامِیَ بِہٖ وَمُنَبِّلِہٖ ......)) ①

''عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: ''اللہ تعالیٰ ایک تیر کے چلنے سے تین افراد کو جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ ایک وہ جو خیر کی نیت سے اسے بنائے، دوسرا وہ جو میدان جہاد میں اسے دشمن کی طرف چلائے اور تیسرا وہ جو میدان جہاد میں اسے تیار کر کے چلانے والے کے ہاتھ میں تھمائے۔''

لمحہ وہی ہے، اس لمحہ کا چلایا ہوا تیر جنت کی ضمانت دے گیا، خواہ یہ تیر نشانے پر لگے یا نہ لگے، جنت مل گئی...... اور اگر نشانے پر جا لگے تو

اس کا الگ اجر ہے:

«عَنْ كَعْبِ بْنِ مُرَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ بَلَغَ الْعَدُوَّ بِسَهْمٍ رَفَعَ اللّٰهُ لَهُ دَرَجَةً»

''کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دشمن تک ایک تیر پہنچا دے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں ایک درجہ بلند کر دے گا۔''

ایک صحابی عبدالرحمٰن بن النحام رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! یہ درجہ کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ درجہ کوئی تمہاری والدہ کی چوکھٹ نہیں ہے بلکہ جنت کے دو درجوں میں پورے سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔''[1]

ابوداؤد اور ترمذی کی ایک حدیث جس کے راوی عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ ہیں، میں ایک تیر چلانے کی یہ فضیلت مذکور ہے:

«مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَهُوَ لَهُ عَدْلُ مُحَرَّرٍ»[2]

''جس نے اللہ کی راہ میں ایک تیر چلایا تو اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔''

آزاد کرنے کا ثواب صحیح احادیث میں یہ مذکور ہے کہ غلام کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد کر دیا جائے گا۔ نشانے پر لگا ہوا وہ تیر کسی کافر کے قتل کا سبب بن جائے، تو اس کا اپنا الگ اجر ہے۔

کافر کو قتل کرنے کی فضیلت

«عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا يَجْتَمِعُ كَافِرٌ وَقَاتِلُهُ فِي النَّارِ أَبَدًا»[1]

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہنم کے اندر کافر اور اس کو قتل کرنے والا مسلمان کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔''

راہ جہاد کے روزے کی فضیلت

اور اگر اس جہادی عمل کے دوران مجاہد کا نفلی روزہ ہو!! اور یہ بات معلوم ہے کہ مجاہد کا روزہ سے ایک خصوصی ربط اور تعلق ہے، تو پھر اجر کا کیا ہی کہنا:

«عَنْ أَبِي سَعِيدٍ نِالْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ تَعَالَى إِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا»[1]

''ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ اللہ کی راہ میں (جہاد میں) ایک روزہ رکھ لے تو اللہ تعالیٰ

اس کے بدلے اس کے چہرے کو ستر سال کی مسافت کے بقدر جہنم سے دور کر دے گا۔‘‘

گویا دوران جہاد دیگر اعمال صالحہ کا اجر بھی اپنی مقررہ حد سے کہیں بڑھ جاتا ہے۔ حضراتِ گرامی! ابھی جہاد کے میدان میں، معرکۂ قتال میں گزری ہوئی ایک ساعت کی قدر و قیمت پر گفتگو ہو رہی ہے۔ ان تمام فضائل کو سمیٹیں تو یہ ایک جہادی ساعت معنوی اعتبار سے صدیوں پر محیط نظر آتی ہے۔

جب ایک ’’لمحہ جہاد‘‘ کا یہ مقام ہے! تو پھر کتنے عظیم ہیں وہ لوگ جن کی عمر مستعار کا بیشتر وقت جہاد کے میدان میں گزر جائے۔ یقیناً یہ لوگ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ اخلاص وتقویٰ کی دولت سے ہمیں بھی مشرف فرمادے۔ آمین!

راہِ جہاد کا زخمی

مجاہد کا میدان میں زخمی ہونا اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت پسندیدہ عمل ہے:

((عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَیْسَ شَیْءٌ اَحَبَّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ قَطْرَتَیْنِ وَ اَثَرَیْنِ قَطْرَةٌ مِّنْ دُمُوْعٍ مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ وَقَطْرَةُ دَمٍ تُهْرَاقُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ))[1]

’’ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ کو دو قطروں اور دو نشانوں سے بڑھ کر دنیا کی کوئی چیز محبوب نہیں۔ ایک اللہ کے خوف سے بہایا ہوا آنسو کا قطرہ اور دوسرا میدان جہاد میں ٹپکایا ہوا خون کا قطرہ۔‘‘

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ وَ فِیْهِ) : وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ مَا كَلْمٌ یُكْلَمُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ إِلَّا جَاءَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ كَهَیْئَةٍ یَوْمَ كُلِمَ لَوْنُهٗ لَوْنُ دَمٍ وَرِیْحُهٗ رِیْحُ مِسْكٍ))[2]

’’ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجاہد کو اللہ کی راہ میں جو زخم لگتا ہے قیامت کے دن وہ زخم اپنی اصل شکل میں آئے گا۔ خون جاری ہوگا، رنگ خون کا ہوگا لیکن خوشبو جنت کی کستوری کی ہوگی۔‘‘

شہادت

اب وقت شہادت آتا ہے:

خَلِیْلِیْ مِنْ نَجْدٍ قِفَا بِیْ عَلَی الرُّبَا

فَقَدْ هَبَّ مِنْ تِلْكَ الدِّیَارِ نَسِیْمُ

’’دوستو! مجھے اسی ٹیلے پر کھڑا رہنے دو، سنا ہے دیار محبوب کی ہوائیں چل پڑی ہیں۔ اس ہوا کے صرف ایک معطر جھونکے کے

انتظار میں پوری عمر یہاں گزار سکتا ہوں۔''

اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا، صرف رب کریم کو راضی کرنے کے لیے دنیا کی سب سے بڑی سخاوت ہے۔ ہر مجاہد کا یہی مطلوب و مقصود ہے ؎

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

مجاہد کے لیے شہادت باعث آزار و کلفت نہیں بلکہ باعث افتخار و اعزاز ہے۔ زندگی کی سب سے بڑی لذت شہادت کی موت ہے بلکہ دونوں جہانوں کی لذیذ ترین نعمت شہادت کی موت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شہید کے علاوہ دنیا میں دوبارہ آنے کی تمنا کوئی نہیں کرتا......اور شہید دوبارہ اس لیے آنا چاہتا ہے کہ شہادت کا ذائقہ دوبارہ چکھے۔ حتیٰ کہ قدوۃ المجاہدین محمد رسول اللہ ﷺ بھی صحیح بخاری کی حدیث میں بار بار شہید ہونے اور زندہ ہو کر شہید ہونے کی خواہش کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: مَا اَحَدٌ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ یُحِبُّ أَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا وَ اِنَّ لَهٗ مَا عَلَی الْأَرْضِ مِنْ شَیْءٍ إِلَّا الشَّهِیْدُ فَإِنَّهٗ یَتَمَنّٰی أَنْ یَّرْجِعَ إِلَی الدُّنْیَا فَیُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا یَرٰی مِنَ الْکَرَامَةِ))[1]

''انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں جانے والا کوئی شخص ایسا نہیں جو جنت سے دوبارہ دنیا میں لوٹنے کو پسند کرے، خواہ اسے دنیا کے تمام خزانوں کا لالچ ہی دے دیا جائے البتہ شہید یہ تمنا کرے گا کہ وہ دنیا میں دوبارہ لوٹ جائے اور دس بار اللہ کی راہ میں شہید ہو کر آئے۔ کیونکہ وہ شہید، اللہ کے ہاں فضیلت و کرامت بچشم خود دیکھ چکا ہے۔''

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب جنگ احد میں میرے والد عبداللہ شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا کر فرمایا کہ:

''کیا میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد سے کیا کہا؟'' میں نے عرض کیا: ''جی ہاں۔'' فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہر ایک سے پردے کے پیچھے سے بات کی مگر تمہارے باپ سے بالمشافہ اور بلا حجاب کلام فرمایا اور کہا: ''اے عبداللہ! میرے سامنے اپنی کوئی تمنا رکھو، میں ضرور عطا فرماؤں گا۔'' تو عبداللہ نے کہا ''اے اللہ! مجھے زندہ کر کے دنیا میں بھیج دے تاکہ میں تیری راہ میں دوبارہ شہید ہو کر آؤں۔''[1]

شہید کے لیے شرف ہم کلامی کا اعزاز بہت بڑی نعمت ہے اور شہید کا دوبارہ دنیا میں لوٹنے کا اصرار اور بار بار شہادت فی سبیل اللہ کی لذت سے ہمکنار ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ شہادت کی موت ایسی لذیذ شے ہے کہ کوئی لذت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ شہداء کی اللہ تعالیٰ کے ہاں تکریم بھی ایسی ہے کہ کوئی تکریم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

((عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَأَیْتُ اللَّیْلَةَ رَجُلَیْنِ أَتَیَانِیْ فَصَعِدَا

بِيَ الشَّجَرَةَ فَأَدْخَلَانِي دَارًا هِيَ اَحْسَنُ وَأَفْضَلُ لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا قَالَا لِيْ: أَمَّا هٰذِهِ فَدَارُ الشُّهَدَآءِ))[1]

''سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''رات میں نے دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے، مجھے ایک درخت پر چڑھایا پھر ایک گھر میں داخل کر دیا، اتنا خوبصورت گھر میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ پھر انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ شہداء کا گھر ہے۔''

حارثہ بن سراقہ جنگ بدر میں شہید ہو گئے، ان کی والدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جانتے ہیں مجھے حارثہ سے کس قدر پیار تھا، اگر وہ جنت میں گیا ہے تو میں صبر کر لوں اور اگر ایسا نہیں تو پھر میں رونا دھونا شروع کر دوں۔'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ وَ إِنَّ ابْنَكِ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلٰى))[2]

''ام حارثہ! جنتیں تو بہت ہیں مگر تمہارا بیٹا جنت الفردوس میں گیا ہے۔''

((وَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِلشَّهِيْدِ عِنْدَ اللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ : يُغْفَرُ لَهٗ فِيْ اَوَّلِ دَفْعَةٍ مِنْ دَمِهٖ وَيُرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، وَ يَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ وَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهٖ تَاجُ الْوَقَارِ اَلْيَاقُوْتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا وَيُزَوَّجُ ثِنْتَيْنِ وَ سَبْعِيْنَ زَوْجَةً مِّنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَ يُشَفَّعُ فِيْ سَبْعِيْنَ إِنْسَانًا مِنْ أَقَارِبِهٖ))[1]

''مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شہید کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں چھ اعزاز ہیں۔ (۱) شہادت کے پہلے ہی لمحے اس کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور وہ اسی لمحہ جنت میں اپنا محل دیکھ لیتا ہے۔ (۲) عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ (۳) قیامت کے دن سب سے بڑی گھبراہٹ سے بے خوف رہے گا۔ (۴) اس کے سر پر وقار کا تاج پہنایا جائے گا جس کا ایک ایک موتی دنیا و مافیہا سے قیمتی ہوگا۔ (۵) بہتر (۷۲) حوروں سے شادی کی جائے گی اور (۶) اپنے رشتہ داروں میں سے ستر افراد کی نجات کے لیے سفارش کرے گا جسے قبول کر لیا جائے گا۔''

یہ تھا مجاہد کا وہ سفر جو لمحہ بہ لمحہ قدم بہ قدم ثوابوں کے ڈھیر اکٹھے کرتا ہوا طے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہد کے لیے جن اعزاز و اکرام کا وعدہ فرمایا ہے ہمیں یقین ہے کہ ان کو ذہن میں رکھتے ہوئے اللہ کے بہت سے بندے میدان کارزار میں اپنے جوہر دکھانے کے لیے نکلیں گے اور اسلام کی سربلندی کے لیے اپنے جان و مال قربان کرنے کا عہد باندھیں گے۔

☆☆☆☆